

تیسواں پارہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورة النبا

سورۃ نبا کی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں، اس سورت کا موضوع ”بعث بعد الموت“ ہے، سورت کی ابتداء میں مشرکین کا وہ سوال مذکور ہے جو وہ انکار اور استہزاء کے طور پر قیامت کے بارے میں کرتے تھے، فرمایا ”یہ لوگ کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اس بڑی خبر کے متعلق جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔“ (۱-۳) کوئی اس کا اقرار کرتا ہے اور کوئی انکار، کوئی تذبذب کا شکار ہے اور کوئی اس کا اثبات کرتا ہے، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ”نبأ العظیم“ (بڑی خبر) سے مراد قرآن عظیم لیا ہے، اس میں شک ہی کیا ہے کہ واقعی سب سے بڑی خبر اور سب سے بڑا کلام، قرآن ہی ہے لیکن سورت کے عمومی مزاج کو دیکھتے ہوئے یہی راجح قول معلوم ہوتا ہے کہ ”نبأ العظیم“ سے مراد قیامت ہی ہے، اگلی آیات میں قدرت الہیہ کے دلائل اور قیامت کے مختلف مناظر اور جنت اور جہنم کا تذکرہ ہے، بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ جو زمین کو بچھونا، پہاڑوں کو میخیں، انسانوں کو جوڑا جوڑا، نیند کو ذریعہ سکون، رات کو لباس، دن کو وقتِ معاش اور آسمان پر ساری دنیا کو روشن کرنے والا چراغ بنا سکتا ہے (۶-۱۶) وہ دوبارہ زندگی بھی عطا کر سکتا ہے اور ایسی عدالت بھی قائم کر سکتا ہے جس میں اولین اور آخرین کو جمع کیا جائے گا اور ان کے درمیان عدل کیا جائے گا (۱۷) عدل اور حساب کے بعد کسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا اور کسی کا جہنم (۲۱-۳۷) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ قیامت کا دن برحق ہے اس کے وقوع میں کوئی شک نہیں، باوجود اللہ کے بے حد مہربان اور رحمن ہونے کے کسی کو اللہ کے

سامنے تاب گویائی نہ ہوگی، اس دن ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے سامنے کر دیا جائے گا اور اس کے بارے میں قطعی فیصلہ سنا دیا جائے گا، اس فیصلہ کو سن کر کافر یہ تمنا کرے گا اے کاش! میں مٹی ہوتا (۳۹-۴۰) مٹی ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، دوسرا یہ کہ میں تکبر نہ کرتا اور مٹی کی طرح مسکینی اور عاجزی اختیار کرتا، تیسرا مطلب یہ کہ میں انسان نہیں، حیوان ہوتا اور مجھے بھی حیوانوں کی طرح دوبارہ زندہ کرنے کے بعد مٹی بنا دیا جاتا، یوں میں دوزخ کے عذاب سے بچ جاتا۔ یہ تمنا وہ اس وقت کرے گا جب وہ دیکھے گا کہ ویسے تو انسانوں کی طرح حیوانوں کو بھی زندہ کیا گیا لیکن انہیں زندہ کرنے بعد اور ان کے باہمی معاملات طے کرنے کے بعد انہیں مٹی بن جانے کا حکم دے دیا گیا۔

﴿سورة النازعات﴾

سورۃ نازعات مکی ہے، اس میں ۴۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں، اس سورت میں بھی قیامت کے مختلف احوال اور احوال (ہولناکیوں) کا بیان ہے، ابتداء میں اللہ نے مختلف کاموں پر مامور فرشتوں کی قسم کھائی ہے لیکن جو اب قسم ذکر نہیں فرمایا، سیاق کلام کو دیکھ کر جو جواب قسم سمجھ میں آتا ہے، وہ ہے ”لتبعثن“ (تمہیں قیامت کے دن ضرور زندہ کیا جائے گا)۔

سورۃ نازعات بتاتی ہے کہ قیامت کو جھٹلانے والوں کا قیامت کے دن یہ حال ہوگا کہ ان کے دل دھڑک رہے ہوں گے، دہشت، ذلت اور ندامت کی وجہ سے ان کی نظریں جھکی ہوں گی، (۸-۹) لیکن آج دنیا میں وہ فرعون بنے بیٹھے ہیں اور اللہ کے نبی کی بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن شاید انہیں فرعون کا انجام معلوم نہیں (۱۵-۲۶) یہ عقل سے کورے اور احمق یہ نہیں سوچتے کہ جو اللہ مضبوط آسمان بنا سکتا ہے، شب و روز کا نظام مقرر سکتا ہے، زمین کا فرش بچھا سکتا ہے، پہاڑوں کی میخیں گاڑ سکتا ہے کیا وہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا، (۲۷-۳۳) سورت کے اختتام پر مشرکین کا سوال مذکور ہے جو وہ وقوع قیامت کو محال سمجھ کر قیامت کے

بارے میں کرتے تھے اور یہ سوال اس لیے کرتے تھے کہ وہ دنیا کی زندگی پر فریفتہ تھے اور ان کا خیال تھا کہ دنیا ہی کی زندگی، حقیقی اور دائمی زندگی ہے، لیکن ”جس روز یہ قیامت کو دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی وہ دنیا میں رہے۔ (۴۶)

﴿سورۃ عبس﴾

سورۃ عبس مکی ہے، اس میں ۴۲ آیات ہیں، یہاں سے آخر تک ہر سورت ایک رکوع پر ہی مشتمل ہے اس لیے رکوعات کی تعداد بار بار بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس سورت کی ابتداء میں نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور ہے جو طلب علم کے لیے ایسے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے جب کہ آپ چند سردارانِ قریش کو دعوتِ اسلام دینے میں مصروف تھے، ایسی اہم مصروفیت کے وقت ان کے آنے سے آپ کو طبعی طور پر ناگواری ہوئی اور آپ نے ان کی بات کا جواب دینے سے اعراض کیا، اس پر سورۃ عبس کی یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ نے آپ کو تنبیہ فرمائی، اس کے بعد جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو ان کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے یہ ہیں وہ جن کی وجہ سے اللہ نے مجھے تنبیہ فرمائی تھی اور ان سے دریافت فرماتے کہ ”کوئی کام ہے تو بتاؤ“ آپ نے نابینا ہونے کے باوجود دو غزوات کے موقع پر انہیں مدینہ پر والی مقرر فرمایا، یہ واقعہ اور اس جیسے دوسرے واقعات جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنبیہ فرمائی گئی ہے، ان کا قرآن کریم میں مذکور ہونا اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے، اگر معاذ اللہ! قرآن آپ کا خود تراشیدہ کلام ہوتا تو آپ ایسی آیات اس میں ہرگز ذکر نہ فرماتے جن میں خود آپ سے باز پرس کی گئی ہے، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد یہ سورت انسان کے ناشکرا ہونے کو بتاتی ہے جو اپنی اصل کو بھول کر اللہ کے سامنے سرکشی اختیار کرتا ہے (۱۷-۲۰) اگلی آیات میں رب تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کے تکوینی دلائل ہیں (۲۲-۳۲) اور اختتام پر قیامت کا وہ ہولناک منظر بیان کیا گیا ہے جب انسان خوفزدہ ہو کر قریب ترین

رشتوں کو بھی بھول جائے گا، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کسی کو کسی کی فکر نہیں ہوگی، ہر کسی کو اپنی ذات کا غم کھائے جا رہا ہوگا، بہت سے چہروں پر کامیابی کی چمک ہوگی اور بے شمار چہروں پر ناکامی کی ذلت اور تارکی چھائی ہوگی (۳۳-۴۲)

﴿سورة التکویر﴾

سورۃ تکویر کی ہے، اس میں ۲۹ آیات ہیں، اس سورت کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں جو کہ ۱۴ آیات پر مشتمل ہے اس ہولناک کائناتی انقلاب کا ذکر ہے جس کے اثرات سے کائنات کی کوئی چیز بھی محفوظ نہیں رہے گی، سب کچھ بدل جائے گا، یہ سورج اور ستارے، پہاڑ اور سمندر ریت کے گھر وندے ثابت ہوں گے اس دن ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اپنے دامن میں کیا لے کر آیا ہے، گناہ یا نیکیاں یا گناہ ہی گناہ، اللہ کی پناہ!

دوسرے حصے میں جو کہ ۱۵ آیات پر مشتمل ہے، باری تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر قرآن کی حقانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و صداقت کو بیان فرمایا ہے اور ان دیوانوں کو بڑی محبت سے سمجھایا ہے جو اللہ کے نبی کو معاذ اللہ ”دیوانہ“ قرار دیتے تھے، فرمایا گیا ”تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے“ وہ تو بندوں تک اللہ کا کلام پہنچانے والا سچا نبی ہے۔ سورۃ اعراف (۱۸۴) اور سورۃ سبأ (۴۶) میں بھی یہی بات ارشاد فرمائی گئی ہے کہ تم غور و فکر کرو گے تو تمہارے ضمیر کا یہی فیصلہ ہوگا کہ تمہارے سامنے شب و روز گزارنے والا یہ عظیم انسان دیوانہ نہیں یہ تو دیوانوں کو فرزانگی سکھانے کے لیے آیا ہے اور قرآن کے بارے میں فرمایا کہ ”یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ہے یہ تو اہل جہاں کے لیے نصیحت ہے مگر اس کے لیے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک کہ رب العالمین نہ چاہے۔“

﴿سورة الانفطار﴾

سورۃ انفطار کی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اس سورت میں پہلے تو ان تبدیلیوں کا ذکر ہے

جو وقوعِ قیامت کے وقت نظامِ کائنات میں رونما ہوں گی (۱-۵) پھر محبت آمیز انداز میں انسان سے شکوہ کیا گیا ہے کہ اے انسان تجھے آخر کس چیز نے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟ کہ اس کے احسانات کو بھلا کر تو معصیت اور ناشکر اپن پر اتر آیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ تمہیں جزاء کے دن کا یقین نہیں ہے، حالانکہ وہ تو آ کر رہے گا اور کراماً کا تبین تمہاری زندگی کا کچا چٹھا تمہارے سامنے پیش کر دیں گے پھر تمہیں ابرار و فجار دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، ابرار نعمتوں کی جگہ یعنی جنت میں جائیں گے اور فجار، عذاب کی جگہ یعنی دوزخ میں ہوں گے۔ (۲-۱۶)

﴿سورة المطففين﴾

سورہ مطففین مکی ہے، اس میں ۳۶ آیات ہیں، اس سورت میں بھی بنیادی عقائد سے بحث کی گئی ہے، یوم القیامت کے احوال اور احوال اس میں خاص طور پر مذکور ہیں لیکن اس کی ابتدائی آیات میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو ”تطفیف“ جیسی اخلاقی کمزوری میں مبتلا ہیں (۱-۶) ”تطفیف“ کا معنی ہے ناپ تول میں کمی کرنا، ارشاد ہوتا ہے ”بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے تو کم دیتے ہیں“ بعض حضرات نے تطفیف کا دائرہ وسیع کر دیا ہے، امام قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تطفیف وزن اور کیل میں بھی ہوتی ہے، عیب کے ظاہر کرنے اور چھپانے میں بھی، انصاف کے لینے اور دینے میں بھی، جو شخص اپنے لیے تو پورا پورا انصاف چاہتا ہے مگر دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ”مطفّف“ ہے۔ یونہی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسی طرح جو شخص لوگوں کے عیب دیکھتا ہے مگر اپنے عیب نہیں دیکھتا، اسی طرح جو لوگوں سے اپنے حقوق مانگتا ہے لیکن ان کے حقوق ادا نہیں کرتا تو یہ سب لوگ اُس وعید کے مستحق ہیں جو وعید یہاں

”مطففین“ کے لیے بیان ہوئی ہے ایک بدو نے عبدالملک بن مروان سے کہا کہ قرآن کریم میں ”مطففین“ کے لیے بڑی سخت وعید ہے تو تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے کہ تم لوگوں کے اموال بلاناپ تول کے ہتھیالیتے ہو۔ ”مطففین“ کی مذمت کے بعد ان سیاہ دلوں اور بدکاروں کا انجام بتایا ہے جو اللہ کے نور کو بجھانے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں (۷-۱۷) پھر ان کے مقابلے میں ان صلحاء اور ابرار کا تذکرہ ہے جنہیں آخرت میں دائمی نعمتیں میسر آئیں گی (۲۲-۲۸) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ یہ سیاہ دل، دنیا میں اللہ کے نیک بندوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن قیامت کے دن معاملہ الٹ ہو جائے گا اور نیک لوگ ان بدکاروں کا مذاق اڑائیں گے۔ (۲۹-۳۶)

﴿سورة الانشقاق﴾

سورۃ انشقاق مکی ہے، اس میں ۲۵ آیات ہیں، یہ جو سورتیں ہیں یعنی مطففین، انفطار، انشقاق اور تکویر ان چاروں سورتوں میں قیامت کے احوال مختلف انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ سورۃ انشقاق کی ابتدائی آیات میں ان کائناتی تبدیلیوں کا ذکر ہے جو قیام قیامت کے وقت رونما ہوں گی (۱-۵) پھر جب قیامت قائم ہو جائے گی تو حساب کے مرحلہ سے گزر کر انسان دو فریقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، بعض وہ ہوں گے جن کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بعض کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ (۶-۱۵)

اگلی آیات میں تین قسمیں کھا کر فرمایا گیا ”یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے“ یعنی قیامت کے دن تمہیں مختلف مصائب اور مراحل کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہر گلا مرحلہ پہلے مرحلہ سے شدید تر ہوگا (۱۶-۱۹) البتہ وہ لوگ ان مصائب اور مختلف عذابوں سے محفوظ رہیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے۔ (۲۵)

﴿سورة البروج﴾

سورة بروج مکی ہے، اس میں ۲۲ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا کہ ”خندقوں والے ہلاک کیے گئے“ صحیح مسلم میں ”خندقوں والے“ قصہ کی نسبت حمیر کے بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ ذونواس یہودی کی طرف کی گئی ہے جو مشرک تھا اور اس نے ایسے بیس ہزار افراد کو خندقوں میں ڈال کر زندہ جلادیا تھا جو عیسائی بن گئے تھے اور انہوں نے خدا پرستی چھوڑ کر بت پرستی کرنے سے انکار کر دیا تھا، اسی طرح صحیح مسلم وغیرہ میں ساحر، راہب اور غلام کا قصہ بھی منقول ہے، جب ایک نوجوان لڑکے کی استقامت دیکھ کر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بادشاہ وقت کی دھمکیوں کے باوجود وہ ایمان سے باز نہ آئے تو ان سب کو خندقوں میں دہکتی ہوئی آگ کے حوالے کر دیا گیا۔ (۱-۹) تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ایسے کئی واقعات کا پتہ چلتا ہے جب مذہبی اور نظریاتی اختلافات کی بناء پر مخالفین نے ایک دوسرے کو زندہ جلادیا، آج کی دنیا جسے اپنے مہذب، ماڈرن اور ترقی یافتہ ہونے پر بڑا ناز ہے، ڈیزی کٹر اور اس سے بھی زیادہ خطرناک بم مسلمانوں پر استعمال کر رہی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری پوری بستی اور شہر کو جلا کر رکھ دیتے ہیں، ہیروشیما اور ناگاساکی میں جو کچھ ہوا کیا یہ آگ کی خندقوں سے کم تھا؟ ہمارے سامنے افغانستان اور عراق میں جو آگ جلائی گئی کیا یہ آگ ذونواس کی آگ سے کم درجہ کی تھی؟ نہیں اس کی آگ سے کئی گنا زیادہ مہلک اور خطرناک آگ تھی جس کا نشانہ کلمہ پڑھنے والے نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، مردوں اور عورتوں کو بنایا گیا! فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟ آگ ہی تو ہے جو مسلمانوں پر برسائی جا رہی ہے اور پورے پچاس سال سے مسلسل برسائی جا رہی ہے، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ کیسے بیس ہزار افراد کو زندہ جلادیا گیا۔

ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ ”جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر تو بہ نہ

کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔“ (۱۰)
سورت کے اختتام پر اللہ کی عظمت اور انتقام کی قدرت کا بیان ہے، اس کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جب کسی کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے تو اسے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ فرعون کا انجام اس دعویٰ کی دلیل اور اس پر گواہ ہے۔ (۲۲-۱۲)

﴿سورة الطارق﴾

سورۃ طارق مکی ہے، اس میں ۱۷ آیات ہیں، اس سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ نے آسمان کی اور رات کو چمکنے والے ستارے کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہر انسان پر اللہ کی طرف سے نگہبان فرشتہ مقرر ہے، ”حافظ“ کا معنی نگران بھی ہے اور محافظ بھی، یہاں دونوں معنی کیے جاسکتے ہیں، ہر انسان کے ساتھ ایسے فرشتے لگے ہوئے ہیں جو اس کے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں (۴-۱) پھر انسان کی پہلی تخلیق سے اس کی دوسری زندگی پر استدلال کیا گیا ہے (۵-۸) اگلی آیات میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن جب انسان عدالتِ الہیہ کے روبرو کھڑا ہوگا تو اس کے پوشیدہ راز ظاہر کر دیے جائیں گے (۹-۱۰) سورت کے اختتام پر قرآن کی صداقت اور اس کے قولِ فیصل ہونے پر قسم کھائی گئی ہے اور کفار کو وعید سنائی گئی ہے۔ (۱۱-۱۷)

﴿سورة الاعلى﴾

سورۃ اعلیٰ مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:
(۱) ابتدائی آیات میں اللہ کی ذات و صفات کے اعتبار سے اس کی تقدیس بیان کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے انسان کو پیدا کیا، اسے پرکشش صورت سے نوازا اور سعادت و ایمان کا راستہ دکھایا (۱-۳)

(۲) یہ سورت قرآن کریم کا ذکر کرتی ہے اور اس کے حفظ کے آسان ہونے کی بشارت سناتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتی ہے کہ آپ نفوس کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی کے لیے قرآن کے ذریعے نصیحت کیجئے، جن کے دل میں خوفِ خدا ہوگا وہ ضرور نصیحت قبول کر لیں گے۔ (۶-۱۰)

(۳) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر لے گا، اسے اچھے جذبات و خیالات سے سنوار لے گا، اپنے دل میں اللہ کی عظمت اور جلال پیدا کر لے گا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دے گا وہ کامیاب ہوگا، یہ وہ اصول ہے جو تمام صحیفوں اور شریعتوں میں بیان ہو چکا ہے۔ (۱۳-۱۹)

﴿سورة الغاشية﴾

سورۃ غاشیہ مکی ہے، اس میں ۲۶ آیات ہیں، قیامت کے ناموں میں سے ایک نام غاشیہ بھی ہے یعنی چھپالینے والی، قیامت کو ”غاشیہ“ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ہولناکیاں ساری مخلوق کو ڈھانپ لیں گی، یہ سورت بتاتی ہے کہ قیامت کے دن کچھ چہرے ذلیل ہوں گے، انہوں نے بڑی محنت کی ہوگی جس کی وجہ سے تھکے تھکے محسوس ہوں گے، علماء کہتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں بڑی عبادت و ریاضت کی ہوگی لیکن چونکہ ان کے عقائد صحیح نہیں تھے اس لیے یہ عبادت ان کے کسی کام نہیں آئے گی، یہ چہرے دکھتی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے اور بعض چہرے تروتازہ اور پُر رونق ہوں گے، یہ وہ چہرے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں صحیح رخ پر محنت کی ہوگی اور ان کے عقائد میں بھی باطل کی آمیزش نہیں ہوگی، ان کا مسکن بلند و بالا جنتیں ہوں گی۔

دوسرا اہم مضمون جو اس سورت میں بیان ہوا ہے وہ رب العلمین کی وحدانیت کے تکوینی دلائل ہیں، ان میں سے اونٹ ہے جسے صحرائی جہاز بھی کہا جاتا ہے، طویل قد و قامت کے باوجود

ایک بچہ بھی اس کی ٹکیل پکڑ کر جہاں چاہے لے جاتا ہے، اس کے صبر کا یہ حال ہے کہ دس دس دن تک پیاس برداشت کر لیتا ہے، اس کی غذا بہت سادہ ہوتی ہے، ایسی جھاڑیوں سے پیٹ بھر لیتا ہے جنہیں کوئی بھی چوپایہ کھانا گوارا نہیں کرتا، ان دلائل میں بلند و بالا آسمان بھی ہے جو کسی ستون کے بغیر کھڑا ہے، زمین ہے جسے یوں بچھایا گیا ہے کہ اس پر چلنا بھی آسان اور کھیتی باڑی بھی آسان، پہاڑ ہیں جو زمین کو زلزلوں کی زد میں آنے سے بچاتے ہیں۔ منکرینِ توحید کو ان دلائل کی طرف متوجہ کرنے کے بعد اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ذمہ صرف نصیحت کر دینا ہے، آپ اپنی ذمہ داری ادا کر دیجئے پھر ان کا معاملہ اور حساب ہم پر چھوڑ دیجئے۔

﴿سورة الفجر﴾

سورۃ فجر مکی ہے، اس میں ۳۰ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں اس پر چار قسمیں کھائی گئیں ہیں کہ کفار پر اللہ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا، اس کے بعد سورۃ فجر میں تین مضامین نمایاں طور پر مذکور ہوئے ہیں:

- (۱) قوم عاد، ثمود اور فرعون جیسے متکبروں اور فساد یوں کے قصے اجمالی طور پر ذکر کیے گئے ہیں جو اپنی سرکشی اور جرائم کی وجہ سے اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ (۶-۱۲)
- (۲) اللہ کی سنت اور دستور یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں انسان کو خیر و شر، فقر و غنی اور صحت و بیماری جیسی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ اپنے رب کے فضل و احسان کا شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتا وہ مال کی محبت میں بڑا حریص ہے، اس کا پیٹ بھرتا ہی نہیں۔ (۱۵-۲۰)

(۳) قیامت کے دن جو زلزلے اور ہولناک حالات پیش آئیں گے ان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انسان دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے، شقی لوگ اللہ کے غضب کے حقدار

ہوں گے اور نفسِ مومن، جسے نفسِ مطمئنہ کہا گیا ہے اسے اپنے رب کی طرف لوٹنے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے کہا جائے گا۔ (۲۱-۳۰)

﴿سورة البلد﴾

سورة بلد مکی ہے، اس میں ۲۰ آیات ہیں، اس سورت کا موضوع انسان کی سعادت اور شقاوت ہے، سورت کی ابتداء میں اللہ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے یعنی اس کی زندگی محنت و مشقت اور جفاکشی سے عبارت ہے، کبھی فقر و فاقہ، کبھی بیماری اور دکھ، کبھی حوادث اور آلام، پھر بڑھاپا اور موت، قبر کی تاریکی اور منکر نکیر کے سوالات، قیامت اور اس کی ہولناکیاں غرضیکہ ابتداء سے انتہاء تک مشقت ہی مشقت! (۱-۴)

اس کے بعد ان کفار کا تذکرہ ہے جنہیں اپنی قوت پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ فخر و ریا کی نیت سے اموال خرچ کرتے تھے، ایسے لوگوں کو آنکھوں، ہونٹوں، زبان اور ہدایت جیسی نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں (۵-۱۰) پھر قیامت کے شدائد و مصائب کا تذکرہ ہے جن سے ایمان اور عمل صالح کے علاوہ کوئی چیز چھٹکارا نہیں دے سکتی، سورت کے اختتام پر انسانوں کو ”اونچی گھاٹی“ پر چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اونچی گھاٹی سے مراد وہ اعمال ہیں جو نفس پر شاق گزرتے ہیں یعنی انسانوں کی گردنیں چھڑانا غلامی سے، قید و بند سے اور جہنم کی آگ سے یونہی یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا، اس کے ساتھ چند اور صفات کا ہونا بھی ضروری ہے یعنی ایمان باللہ، ایک دوسرے کو صبر کی اور آپس میں رحم کرنے کی وصیت۔

﴿سورة الشمس﴾

سورة شمس مکی ہے، اس میں ۱۵ آیات ہیں، اس سورت کا اصل مقصود نیکیوں کی ترغیب اور معاصی سے بچاؤ اور تحذیر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں تکوینی مخلوقات میں سے سات ایسی

چیزوں کی قسم کھائی ہے جو سب کی سب اللہ کی قدرت اور وحدانیت کے آثار ہیں یعنی سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور نفس انسانی، ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ اگر انسان اپنے رب سے ڈرے اور اپنے نفس کا تزکیہ کر لے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور اگر اس کی تربیت سے غفلت اختیار کرے اور اس کو گندگی میں پڑا رہنے دے تو ناکام ہو جاتا ہے۔ (۱۰-۱)

اللہ نے انسان کے اندر نیکی اور بدی دونوں کی صلاحیت رکھی ہے، اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سی صلاحیت کو بروئے کار لاتا ہے، اس کی تفصیل کے بعد یہ سورت ہمارے سامنے مثال اور نمونہ کے طور پر قوم شموذ کا قصہ بیان کرتی ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ نہ کیا بلکہ اسے معاصی کا عادی بنا دیا جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کے مستحق ہو گئے۔

﴿سورة الليل﴾

سورۃ لیل مکی ہے اس میں ۲۱ آیات ہیں، اس سورت کا موضوع انسانوں کے مختلف قسم کے اعمال اور جدوجہد ہے جب اعمال اور جہد و سعی کا رخ مختلف ہو تو اس کے نتائج بھی مختلف برآمد ہوتے ہیں، اس کی ابتدائی آیات میں تین قسمیں کھا کر فرمایا گیا ہے کہ اے انسانو! تمہاری سعی مختلف ہے، کوئی متقی ہے، کوئی مومن ہے اور کوئی کافر، کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور کوئی بخل کرتا ہے، کوئی اللہ سے ڈرنے والا ہے اور کسی نے بے نیازی اختیار کر رکھی ہے، کوئی بھلائی کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور کوئی تکذیب کرتا ہے، انسانوں میں سے جو کوئی اپنے لئے جس قسم کی راہ کا انتخاب کرتا ہے، ہم اس راہ پر چلنا اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں۔ (۱۰-۱)

سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان کو رب تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا اور اس کے لئے ایک مومن صالح کا قصہ بیان کیا ہے جو اپنا مال صرف رضاء الہی کی خاطر خرچ کرتا تھا، تمام تفاسیر میں ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جن کا مال جہاد کی تیاری، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور ایسے غلاموں کو خرید

کر آزاد کرنے میں خرچ ہوتا تھا جو قبولِ اسلام کی وجہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔

﴿سورة الضحیٰ﴾

سورہ ضحیٰ مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت کا موضوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے اور اس میں چار مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔ (۱-۳) آپ کے مخالفین اگر حسد اور دشمنی کی بناء پر ایسی باتیں کرتے ہیں تو قطعاً جھوٹ بولتے ہیں۔

(۲) آپ کو دو عظیم بشارتیں سنائی گئی ہیں: پہلی یہ کہ آپ کا مستقبل، حال موجود سے بہتر ہوگا یا یہ کہ آپ کی آخرت، دنیا سے بہتر ہوگی اور یہ کہ اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(۳) پھر اللہ نے اپنے تین احسانات یاد دلائے ہیں، آپ یتیم تھے ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا، آپ دین سے بے خبر تھے ہم نے آپ کو اس کا راستہ دکھایا، آپ تنگ دست تھے ہم نے آپ کو غنی کر دیا۔ (۲-۸)

(۴) ان تین نعمتوں کے مقابلے میں آپ کو تین وصیتوں کی صورت میں، گویا شکر کی تلقین کی گئی ہے یعنی یتیم پر سختی نہ کیجئے، سائل کو جھڑکیے نہیں اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کریں۔ (۹-۱۱)

﴿سورة الانشراح﴾

سورہ انشراح مکی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، اس سورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، آپ کی عظمت اور مقام کا بیان ہے۔ اس سورت میں چار مضمون بیان ہوئے ہیں:

﴿۱﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے تین احسانات ہیں: (۱) شرح صدر یعنی اللہ نے

آپ کے دل کو حکمت و نور سے بھر دیا اور ہر قسم کے گناہوں اور گندگی سے پاک کر دیا۔ (۲) آپ سے اس بوجھ کو ہٹا دیا جس نے آپ کی کمر کو بوجھل کر رکھا تھا یعنی نبوت اور رسالت کا بوجھ اور اس کے واجبات اور ذمہ داریوں کی ادائیگی۔ (۳) آپ کے ذکر کو بلند کر دیا کہ جہاں جہاں اللہ کا ذکر وہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، چاہے اذان ہو یا اقامت، تشہد ہو یا خطبہ۔ (۴-۱)

﴿۲﴾ اللہ نے مشکلات کو آسان کرنے اور پریشانیوں کو دور کرنے کا وعدہ فرمایا۔ (۶-۵)

﴿۳﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ تبلیغ و دعوت کی ذمہ داری ادا کرنے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کی عبادت میں لگ جائیں اور اس میں اپنے آپ کو تھکا دیں۔

﴿۴﴾ سب کچھ کرنے کے بعد اللہ پر توکل کریں اور تمام معاملات میں اسی کی طرف رغبت کریں۔

﴿سورة التین﴾

سورہ تین مکی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، اس میں تین امور بیان ہوئے ہیں جن کا انسان سے اور اس کے عقیدے سے تعلق ہے:

(۱) نوع انسانی کی تکریم، اس کی تکریم کے مختلف پہلو ہیں، یہاں ان میں سے ایک پہلو کا بیان ہے، وہ یہ کہ انسان کو بہت خوبصورت پیدا کیا گیا ہے، یہ خوبصورتی جسمانی اور ظاہری شکل کے اعتبار سے بھی ہے اور عقلی اور روحانی کمالات کے اعتبار سے بھی۔

(۲) جب انسان انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور ناشکر اپن کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اسے نیچوں سے بھی نیچے گرا دیا جاتا ہے، حیوانی اور شہوانی زندگی کو اپنا مقصد بنا کر وہ حیوانوں سے بھی زیادہ پستی میں جا گرتا ہے۔ البتہ ایمان و عمل صالح والے اس پستی سے بچے رہتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ جو پانی کے ایک قطرے سے ایسا خوبصورت انسان پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے، ویسے بھی دوبارہ پیدا کرنا اور حساب و جزا اس کے حاکم اور عادل

ہونے کا تقاضا ہے۔

﴿سورة العلق﴾

سورۃ علق مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اہل علم کہتے ہیں کہ سورۃ علق سے لے کر آخر تک جو چھوٹی چھوٹی سورتیں آئی ہیں ان میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سورت کی پہلی پانچ آیات سب سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:

- (۱) انسان کی تخلیق میں اللہ کی حکمت، اس نے قرأت اور کتابت کے ذریعے سے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ (۱-۵)
- (۲) مال و دولت کی وجہ سے اللہ کے حکموں کے سامنے سرکشی، اس کی نعمتوں کا انکار اور غفلت۔ (۶-۸) انسان کے غرور اور سرکشی کی ایک اہم وجہ مال و دولت بھی ہے، جب پیٹ اور خزانہ بھرا ہوا ہو تو وہ نہ انسان کو انسان سمجھتا ہے اور نہ خدا کو معبود اور مسجود!
- (۳) اس امت کے فرعون ابو جہل کا قصہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتا دھمکاتا تھا اور اللہ کی عبادت سے روکتا تھا۔ (۹-۱۹)

﴿سورة القدر﴾

سورۃ قدر مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں انسانوں پر اللہ کے عظیم احسان کا ذکر ہے جو کہ کتاب مبین کو نازل کرنے کی صورت میں ہوا، اسی طرح اس سورت میں لیلۃ القدر کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اس کی پہلی فضیلت یہ ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے، دوسری فضیلت یہ ہے کہ اس رات میں غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک فرشتے امن و سلامتی اور رحمت و برکت کا پیغام لے کر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ لیلۃ القدر میں نزول قرآن کا معنی یہ ہے کہ اس رات میں اس کے نزول کی

ابتدا ہوئی۔

﴿سورة البينة﴾

سورة بینه مدنی ہے، اس میں آٹھ آیات ہیں، اس سورت میں تین امور سے بحث کی گئی ہے:

(۱) اہل کتاب کا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں موقف، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار کر رہے تھے لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ آخری نبی بنی اسرائیل میں سے ہوگا لیکن جب ایسا نہ ہوا تو انہوں نے آپ کی نبوت کو جھٹلادیا، اس سورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پینہ اور واضح حجت اور دلیل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں شک ہی کیا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود ایک بہت بڑا معجزہ اور حق و صداقت کی واضح دلیل تھی، زنا، شراب نوشی، قتل و غارت گری، بت پرستی اور ڈاکہ زنی کے ماحول میں چالیس سال گزارے، کسی جنگل اور خلوت خانہ میں نہیں، گلی کوچوں اور سوسائٹی میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے گزارے لیکن سیرت کے دامن پر نجاست کا کوئی خفیف ترین دھبہ بھی نہ تھا، کسی بدترین دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے کردار پر انگلی اٹھا سکتا۔

(۲) یہ سورت دین و ایمان کی بنیاد کی نشاندہی کرتی ہے اور وہ ہے اخلاص، کوئی عمل بغیر ایمان کے اور ایمان بغیر اخلاص کے معتبر نہیں، ہر نبی نے اپنی امت کو اس بنیاد کی دعوت دی۔ (۵)

(۳) یہ سورت اشقیاء اور سعداء یعنی کافروں اور مؤمنوں دونوں کا انجام بیان کرتی ہے۔

(۶-۸)

﴿سورة الزلزال﴾

سورة زلزال مدنی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، مدنی ہونے کے باوجود اس کا موضوع اور مضامین کی سورتوں جیسے ہیں، یہ سورت دو مقاصد پر مشتمل ہے۔

(۱) اس میں اس زلزلے کی خبر دی گئی ہے جو قیامت سے پہلے واقع ہوگا اور سارے انسان

اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور زمین انسان کے اعمال پر گواہی دے گی۔
 (۲) لوگ حساب کتاب کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے پھر ان کے اعمال کے مطابق انہیں دو قسموں میں تقسیم کیا جائے گا، بعض شقی ہوں گے اور بعض سعید اور ان میں سے ہر ایک اپنے چھوٹے بڑے اعمال کی جزا دیکھ لے گا۔

﴿سورة العاديات﴾

سورة عاديات مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اور اس کے ناشکرا ہونے پر خود اس کے اعمال گواہ ہیں۔ (۷-۱) گھوڑا اپنے مالک کا وفادار ثابت ہوتا ہے، اسے خوش کرنے کے لیے تیروں کی بارش اور کوندتی تلواروں میں گھس جاتا ہے مگر ہائے رے انسان کہ یہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے مالک حقیقی سے بے وفائی کرتا ہے۔
 (۲) انسان کی فطرت اور طبیعت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے، اس کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو دوسری تلاش کرتا ہے اور دوسری ہو تو تیسری تلاش کرتا ہے اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(۳) انسان کو ان اعمال صالحہ پر برا بیچتے کیا گیا ہے جو اسے اس وقت فائدہ دیں گے جب اسے حساب و جزا کے لیے پیش کیا جائے گا اور بندوں کے سینوں میں جو راز ہیں، آشکارا کر دیئے جائیں گے۔

﴿سورة القارعة﴾

سورة قارعة مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت میں قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو نظام کائنات میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوں گی

جو انسان کو حیران اور ششدر کر دیں گی (۵-۱) سورت کے اختتام پر بتلایا گیا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کا وزن ہوگا، کسی کی حسنات زیادہ ہوں گی اور کسی کی سیئات اور انہیں کے اعتبار سے انسان کے انجام کا تعین ہوگا۔

﴿سورة التكاثر﴾

سورہ تکاثر مکی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، اس سورت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو صرف دنیا کی زندگی کو اپنا مقصد بنا لیتے ہیں اور دنیا کا ایندھن جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں، ان کے انہماک کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ انہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے لیکن پھر اچانک موت آجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور انہیں قصر سے قبر کی طرف منتقل ہونا پڑتا ہے، ان لوگوں کو ڈرایا گیا کہ قیامت کے دن تمام اعمال کے بائے میں سوال ہوگا (۲-۳) پھر تم جہنم کو ضرور دیکھو گے اور تم سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ امن، صحت، فراغت، اکل و شرب، مسکن، علم اور مال و دولت جیسی نعمتوں کو کہاں استعمال کیا؟

﴿سورة العصر﴾

سورہ عصر مکی ہے، اس میں ۳ آیات ہیں، یہ مختصر سی سورت اسلام کے عظیم اصولوں اور انسانی زندگی کے دستور کی وضاحت کرتی ہے۔ اس سورت کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگ صرف اس سورت میں تدبر کر لیں تو یہ سورت ان کی نجات کے لیے کافی ہو سکتی ہے، اس سورت کی ابتدا میں اللہ نے زمانے کی قسم کھا کر فرمایا کہ سارے کے سارے انسان خسارے میں ہیں چاہے وہ مادی اور ظاہری اسباب سے مالا مال کیوں نہ ہوں، البتہ جو چار صفات سے متصف ہوں گے وہ خسارے سے بچ جائیں گے یعنی ایمان، عمل صالح، ایک

دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین۔

﴿سورة الهمزة﴾

سورہ ہمزہ مکی ہے، اس میں ۹ آیات ہیں، اس سورت میں انسان کی تین بیماریوں کی نشاندہی کی گئی ہے، پہلی بیماری ہے پس پشت کسی کے عیب بیان کرنا، اسے غیبت کہتے ہیں اور غیبت بدترین گناہ ہے۔

دوسری بیماری ہے کسی کو اس کے سامنے اس کے حسب و نسب، دین و مذہب اور شکل و صورت کا طعنہ دینا، اس کا مذاق اڑانا، یہ منافقین کی عادت تھی، وہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، یوں ہی یہود و نصاریٰ دین حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تیسری بیماری ہے حب دنیا جس میں مبتلا ہو کر انسان حقوق اللہ بھی بھول جاتا ہے اور حقوق العباد بھی بھول جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ کی محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ بقول حضرت میاں نور محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے۔

بھر رہا ہے دل میں حُبِ جاہ و مال

کب سماوے اس میں حُبِ ذوالجلال

سورت کے اختتام پر ان اشقیاء کا انجام بتلایا گیا ہے جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوں گے۔ (۸-۵)

﴿سورة الفيل﴾

سورہ فیل مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، اس سورت میں وہ مشہور قصہ بیان ہوا ہے جو اصحاب فیل کے قصہ کے نام سے مشہور ہے، جب صنعاء کے گورنر ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبہ پر چڑھائی کی تھی، اس کے ساتھ کم و بیش ساٹھ ہزار جنگجو تھے، قریش اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے، اللہ نے چھوٹے چھوٹے پرندے کنکریاں دے کر بھیج دیئے، ان کنکریوں نے جدید

بہوں کی طرح تباہی مچادی، یہ واقعہ اسی سال پیش آیا جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ عنقریب کعبہ کا حقیقی محافظ پیدا ہونے والا ہے۔

﴿سورة القریش﴾

سورة قریش مکی ہے، اس میں ۴ آیات ہیں، اس سورت میں اللہ نے اپنے دو بڑے احسانات بیان فرمائے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ بلا خوف و خطر گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کیا کرتے تھے اور یہ تجارتی سفر ان کا بہت بڑا ذریعہ معاش تھے۔ دوسرا احسان یہ کہ انہیں بلد حرام میں امن، اطمینان اور تحفظ کی نعمت حاصل تھی۔ یہ دو نعمتیں ذکر فرما کر انہیں سمجھایا گیا ہے کہ خود فریبی، خود پسندی اور قوم پرستی سے باز آ جاؤ اور بیت اللہ کے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

﴿سورة الماعون﴾

سورة ماعون مکی ہے، اس میں ۷ آیات ہیں، اس سورت میں اختصار کے ساتھ انسانوں کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔

(۱) وہ کافر جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، یتیموں کے حقوق دبا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے ہیں، غرباء اور مساکین کو نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں گویا کہ نہ تو اللہ کے ساتھ ان کا معاملہ صحیح ہے اور نہ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔

(۲) دوسرا گروہ منافقین کا ہے ان کی تین صفات قبیحہ یہاں بیان کی گئی ہیں: پہلی یہ کہ وہ نماز سے غافل ہیں، یہ غفلت دو اعتبار سے ہو سکتی ہے، ایک یہ کہ نماز ادا ہی نہ کی جائے۔ دوسری یہ کہ نماز تو پڑھی جائے مگر نہ وقت کی پابندی کا لحاظ ہو اور نہ خشوع و خضوع ہو۔ دوسری صفت یہ کہ وہ دکھاوے کے لیے اعمال کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ کہ وہ ایسے بخیل ہیں کہ عام ضرورت کی

چیز دینے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔

﴿سورة الكوثر﴾

سورة کوثر مکی ہے، اس میں ۳ آیات ہیں، اس سورت میں تین مقاصد بیان ہوئے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل و احسان کہ اس نے آپ کو کوثر عطا کی، کوثر جنت کی وہ نہر ہے جہاں قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو جام بھر کر پلائیں گے چونکہ کوثر کا معنی خیر کثیر ہے اس لئے نبوت، کتاب، حکمت، علم، حق شفاعت، مقام محمود، معجزات اور قرآن کریم کو بھی کوثر قرار دیا گیا ہے۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا گیا کہ کوثر جیسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے آپ نماز کی پابندی فرمائیں اور اللہ کے لئے قربانی دیں۔

(۳) آپ کو بشارت سنائی گئی کہ آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور ان کا نام و نشان مٹ جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿سورة الكافرون﴾

سورة کافرون مکی ہے، اس میں ۶ آیات ہیں، یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ آؤ! ”کچھ لو اور کچھ دو“ کی بنیاد پر ہم آپس میں مصالحت کر لیں، ایک سال آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کر لیا کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کر لیا کریں گے، اس سورت نے ایمان و کفر، موحدین اور مشرکین کے درمیان حد فاصل قائم کر دی اور بتا دیا کہ توحید اور شرک دو متضاد نظام ہیں، دونوں میں مصالحت کی کوئی صورت نہیں، یوں کفار کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا اور ہمیشہ کے لئے واضح کر دیا کہ ایمان میں کفر کی ملاوٹ نہیں ہو سکتی۔

﴿سورة النصر﴾

سورة نصر مدنی ہے، اس میں ۳ آیات ہیں۔ یہ سورت فتح مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے، یہ سورت ۱۰ھ میں نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۱۰ ایام زندہ رہے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”مجھے میری موت کی اطلاع دی گئی ہے“ اس لیے کہ حضور کی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا تھا، جب آپ نے دعوت کا آغاز کیا تھا تو اسے قبول کرنے والے اکا دکا تھے لیکن اب لوگ جماعت درجماعت اور قبیلہ درقبیلہ دین اسلام میں داخل ہو رہے تھے، اس لیے آپ کو حکم دیا گیا کہ ان فتوحات اور نعمتوں پر اللہ کا شکر اور اس کی تسبیح اور عظمت بیان کریں۔

﴿سورة اللهب﴾

سورة لہب مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، یہ سورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا مگر بدترین دشمن ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا انجام بتلاتی ہے، اس شخص کو اپنے مال اور اولاد پر بڑا غرور تھا لیکن مال و اولاد اسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ یہ دونوں میاں بیوی ذلت آمیز اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔

﴿سورة الاخلاص﴾

سورة اخلاص مکی ہے، اس میں ۴ آیات ہیں، یہ سورت اسلام کے بنیادی عقیدہ یعنی توحید سے بحث کرتی ہے۔ توحید کی تین قسمیں ہیں: (۱) توحید ربوبیت یعنی ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق اللہ ہے، اس کا اقرار کافر بھی کرتے ہیں۔ (۲) توحید الوہیت یعنی بندہ جو بھی عبادت کرے خواہ دعا ہو یا نذر و قربانی تو وہ صرف اللہ کے لئے کرے۔ مشرکین غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے اگرچہ اس سے ان کا مقصد، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا مگر ظاہر ہے یہ شرک ہی

تھا۔ (۳) توحید ذات اور اسماء و صفات۔ توحید کی یہ تیسری قسم ایسی ہے کہ انسان نے اکثر اس میں ٹھوکر کھائی ہے، وہ غیر اللہ کے لیے بھی وہی علم، وہی قدرت، وہی تصرف اور وہی سمع و بصر ثابت کر دیتا ہے جو حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے۔ غور کیا جائے تو سورتِ اخلاص میں زیادہ زور توحید کی اسی قسم پر ہے۔

﴿سورة الفلق﴾

سورہ فلق مدنی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، اس سورت میں اللہ نے اپنی ایک صفت بیان فرما کر چار چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) مخلوق کے شر سے (۲) اندھیرے کے شر سے (عام طور پر چور، شیاطین، جنات، حشرات اور ساحر اندھیرے ہی میں اپنا کام دکھاتے ہیں) (۳) پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے جو کہ جادو اور ٹونے کرتی ہیں۔ یہ کام اگرچہ مرد بھی کرتے ہیں لیکن عورتیں تعویذ گنڈے میں ہمیشہ پیش دکھائی دیتی ہیں اس لیے قرآن نے عورتوں کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ (۴) حاسد کے شر سے۔

﴿سورة الناس﴾

سورہ ناس مدنی ہے، اس میں ۶ آیات ہیں، یہ معوذتین میں سے دوسری سورت ہے اور ان دونوں سورتوں کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے بارے میں فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج ایسی دو سورتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی کوئی مثال نہیں“ یعنی اللہ کی پناہ مانگنے میں یہ دونوں سورتیں بے مثال ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دو سورتوں سے کوئی شخص بھی مستغنی نہیں، یہ جسمانی اور روحانی آفات دور کرنے میں بے حد مؤثر ہیں۔

قرآن کریم میں ان دو سورتوں کے لانے اور سورہ فاتحہ سے شروع کرنے میں بڑی گہری مناسبت ہے، سورہ فاتحہ میں بھی اللہ کی مدد مانگی گئی تھی اور ان دونوں سورتوں میں بھی یہی مضمون ہے۔ گویا کہ اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ بندے کو ابتدا سے انتہاء تک اللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور اس سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

سورہ ناس میں اللہ کی تین صفات مذکور ہیں: ربوبیت، مالکیت اور الہیت۔ یہ تین صفات ذکر فرما کر ایک چیز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ ہے وسوسہ ڈالنے والے کا شر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وسوسہ کتنی خطرناک اور مہلک بیماری ہے، وسوسہ شیطان بھی ڈالتا ہے اور انسان بھی، آج کا سارا مغربی میڈیا مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کے حوالے سے وسوسہ اندازی میں مصروف ہے اور وسوسے کی بیماری بہت عام ہو چکی ہے، اس لیے کثرت کے ساتھ ان دو سورتوں کو روزِ زبان بنانے کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی سمجھ لیا جائے کہ سورہ فلق میں ایک صفت ذکر فرما کر چار آفات سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہاں چار صفات ذکر فرما کر ایک آفت کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ پہلی سورت میں نفس اور بدن کی سلامتی مطلوب ہے جبکہ دوسری سورت میں دین کے ضرر سے بچنا اور اس کی سلامتی مطلوب ہے اور دین کا چھوٹے سے چھوٹا نقصان دنیا کے بڑے سے بڑے نقصان سے زیادہ خطرناک ہے۔

اگر ہم نے قرآن سے سچا تعلق قائم کیے رکھا اور اسے پڑھنے، سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کے سارے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتے رہے تو ان شاء اللہ! ہمارا اور ہماری آنے والی نسلوں کا دین و ایمان محفوظ رہے گا۔

پیشکش: ابو زبیر